البيهقى ٣/١٦٣] ''اے ابوالشعثاء! میرا خیال ہے کہ آپ ﷺ نے ظہر کو تاخیر اور عصر کو جلدی کی اور مغرب کو تاخیر اور عشاء کو جلدی کر کے پڑھ لیا ہوگا۔ تو انہوں نے کہا میرا بھی یہی خیال ہے۔ اور ابوالشعثاء ابن عباس سے روایت کرنے والا راوی ہے۔ جب اس نے اپنے استاذ ابن عباس سے یہ تصریح کی تو یہ جمع صوری ہی ہوگا۔

۳۔ عن ابن مسعود قال ما رأيت رسول الله ﷺ صلى صلاة لغير ميقاتها الا صلاتين جمع بين المغرب والعشاء بالمزدلفة وصلى الفجر يومئذ قبل ميقاتها [بخارى ٣/٦١٩ مع الفتح، مسلم ٩/٣٦ مع النووى، نسائى ١/٢٩١] تو اس میں ابن مسعود نے مطلق جمع کی نفی کی ہے اور صرف مزدلفہ میں جمع کو ثابت کیا ہے۔ حالانکہ ابن مسعود ہی سے مدینہ میں (حضر میں) جمع کی حدیث مروی ہے، تو یہ اس بات کی علامت ہے کہ یہاں جمع سے مراد جمع صوری تھا۔

۴۔ ابن جریر طبری نے ابن عمر سے یہ روایت کی ہے ''خرج علينا رسول الله ﷺ فكان يؤخر الظهر و يعجل العصر فيجمع بينهما و يؤخر المغرب و يعجل العشاء فيجمع بينهما'' [مصنف عبد الرزاق] ''ابن عمر فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور آپ ظہر کو تاخیر اور عصر کو جلدی کر کے جمع کر کے پڑھ لیتے اور مغرب کو تاخیر اور عشاء کو جلدی کر کے جمع کرتے''۔ یہ بھی جمع صوری ہے (نيل الأوطار ٣/٢٦٥-٢٦٦، المجموع ٤/٣٨٠)

اور بعض نے ''و لا مطر'' والی حدیث کا یہ جواب دیا ہے کہ آپ ﷺ نے ظہر کی نماز بادل کی حالت میں پڑھ لی تھی، پھر جب موسم صاف ہوا تو عصر کا وقت ظاہر ہوا۔ تو آپ ﷺ نے عصر بھی پڑھ لی۔ لیکن یہ تاویل صحیح نہیں ہے۔ اس لئے کہ یہ ظہر و عصر میں ممکن ہوسکتا ہے، لیکن مغرب وعشاء میں یہ احتمال نہیں۔

نوٹ: جمع کی صورتوں میں اذان ایک ہوگی، اور ہر نماز کیلئے اقامت الگ پڑھنا مشروع ہے۔ واللہ أعلم

مریض کا جمع کرنا:

حنابلہ، مالکیہ کے نزدیک مریض بھی دو نمازوں کو جمع کر کے پڑھ سکتا ہے۔ شافعیہ اور احناف کے نزدیک جائز نہیں (المغنى ٢/٢٧٦)۔

دلیل جواز: نبی ﷺ نے سهلة بنت سهيل اور حمنة بنت جحش کو بحالت استحاضہ جمع کرنے کی اجازت دیدی اور ایک ہی غسل سے بھی جمع کی اجازت دی۔ (المجموع ٤/٣٨٣)

دلیل عدم جواز: مریض کیلئے اس لئے جائز نہیں چونکہ نماز وقت مقرر پر فرض کی گئی ہے اور توقیت والی تمام احادیث یقینی اور ثابت ہیں، جبکہ بیماری ایک محتمل چیز ہے۔ لہذا اس یقینی امر کو محتمل چیز کی بناپر چھوڑنا جائز نہیں۔

راجح یہ ہے کہ مریض بھی اپنی حالت کے مطابق جمع کر کے پڑھ سکتا ہے۔ استحاضہ والی عورتوں کو جمع کی اجازت ملنا اس کا بین ثبوت ہے، چونکہ استحاضہ بھی مرض ہے۔ پھر جب نبی ﷺ نے سفر کو ایک عذر شرعی ٹھہرا کر جمع پڑھ لیا، تو مرض بھی ایک عذر شرعی ہے، نیز مریض کیلئے افطار کی اجازت دی تو نماز کو جمع کر کے پڑھنے میں کونسی چیز مانع ہے۔ واللہ اعلم

عقیدہ توحید

بدعت کی شرعی حیثیت

تصنیف: محمد حسن عاصم صدیقی
تہذیب وتقدیم: عبدالوہاب خان

چپلو بالا گمبہ بھونگ میں محمد بکھاوا نامی ایک بزرگ کے پانچ بیٹے اور تین بیٹیاں تھیں: عبداللہ، عدولو، محمد حسن، احمد، عبدالرحمٰن، خدیجہ، زہراء اور سکینہ۔ ان میں سے منجھلا لڑکا محمد حسن غیر معمولی ذہانت کی بنا پر مڈل سکول چپلو کا مثالی طالبعلم اور علاقہ بھر میں نمایاں شہرت کی وجہ سے راجگان سمیت طبقہ اشرافیہ کا محسود تھا۔ اس ہونہار لڑکے کے گھٹنے میں پھوڑا نکلا، تو ہسپتال کے عملے نے ران کو پنڈلی سے ملا کر پٹی کس لی۔ جس سے اپاہج ہو گئے۔ پھر بھی انکی قابلیت کو مدنظر رکھتے ہوئے مڈل سکول چپلو میں مدرس تقرر ہوا۔ پھر ایک اور بیماری میں صحیح علاج نہ ملنے سے قوت سماعت سے بھی محروم ہو گیا، اس طرح اعلیٰ تعلیم کا خواب شرمندہ تعبیر نہ ہو سکا۔ آپکا بھائی عدولو آپ کو سہارا دے کر کشمیر، شملہ اور منصوری تک لے گیا، مگر علاج نہ ہو سکا۔ واپس وطن پہنچ کر اپنے گھر میں خواہشمند طلباء وطالبات کو پرائیویٹ طور پر پڑھانے کا سلسلہ جاری رکھا۔ چنانچہ چپلو خاص اور مضافات میں خواندگان کی اکثریت آپ کی فیض یافتہ ہے۔ حاجی عبدالرحیم ڈپٹی ڈائریکٹر ایجوکیشن آپ کے خاص تلامذوں میں سے ہیں۔ پاؤں اور کان دونوں سے معذور ہونے کے باوجود آپ کی صلاحیت کو مدنظر رکھتے ہوئے محکمہ تعلیم نے گرلز سکول چپلو میں ملازمت پیش کی۔ مگر انکی آزاد طبیعت نے ماتحتی قبول نہیں کیا، اور بدستور پرائیویٹ تعلیم کا سلسلہ جاری رکھا۔

چپلو میں مولانا محمد ابراہیم بن محمد جان (۱۲۹۷۔۱۳۹۷ھ) سے متاثر ہو کر آپ نے بڑے بھائی عبداللہ سمیت حنفی مسلک قبول کر لیا، اور ان سے کچھ دینی علم بھی حاصل کی۔ مولانا بعد میں مجذوب ہو گئے، اور اسی بنا پر آپ نے بھی تعویذ اور دم جھاڑ کا مشغلہ اختیار کیا۔ لیکن حسن نیت، ذوق تحقیق اور شوق مطالعہ نے عقائد کی اصلاح جاری رکھی۔ اور بالآخر خلاف شرع کاموں سے توبہ کر لیا۔ اسی سلسلے میں انہوں نے کتابچہ ''بدعت کی شرعی حیثیت'' مرتب کی۔ 1984 میں چند سوالات پوچھ کر تسلی کرنے کے بعد مسودہ مجھے باصرار اصلاح کے لئے دے دیا۔ لیکن راقم جو اسوقت طالبعلم تھا، اسے خاص اہمیت نہ دے سکا۔ کئی بار ملاقات کے وقت انہوں نے یاددہانی بھی کی۔ اس کوتاہی کے باوجود آپ راقم سے خوب محبت کا اظہار کرتے رہے۔ اس پیرانہ سالی میں وہ تقریبا پانچ سال صاحب فراش رہے اور صبر وشکر پر ڈٹے رہے۔ نیز تقریبا 85 سال کی عمر میں بھی آخری سال تک حسب امکان رمضان کا روزہ رکھتے رہے۔

1-1-2001 کو ہم حضرۃ الأستاذ مولانا ندوی مرحوم کے جنازے کیلئے غواڑی گئے ہوئے تھے۔ شام کو سکردو پہنچے تو معلوم ہوا کہ جناب محمد حسن عاصم صدیقی چپلو میں وفات پا گئے ہیں ﴿انا لله و انا اليه راجعون o﴾۔ انہوں نے وصیت کی تھی کہ تجہیز وتکفین کے لئے اہلحدیث رشتہ داروں کا انتظار کیا جائے، لیکن اہل محلہ نے انا کا مسئلہ بنا کر جلدی سے فرقہ لونگمہ میں سپرد خاک کر دیا تھا۔ تعزیت کیلئے چپلو جاتے ہوئے راقم کو مرحوم کی وہ امانت یاد آ گئی جو سولہ سال سے طاق نسیان میں پڑی ہوئی تھی۔ لہذا مذکورہ کتابچہ قسط وار پیش خدمت ہے۔ دعا ہے کہ رب ذوالجلال اس علم نافع کو صدقہ جاریہ بنائے اور انکی بشری لغزشوں سے درگزر فرمائے۔ آمین

قرآن کریم کامل ضابطہ حیات اور مکمل دستور العمل ہے:

حسب تصریح علمائے اصول دین اسلام کے تشریعی مصادر چار ہیں: کتاب اللہ، سنت نبوی، اجماع امت اور قیاس۔ مگر اجماع اور قیاس درحقیقت قرآن اور حدیث ہی کی طرف راجع اور اسی کا ثمرہ ہیں۔

لہذا اہل عالم کی شرعی رہنمائی کے بنیادی اصول کتاب الٰہی اور سنت نبوی ہی ہیں۔ پہلا بنیادی مأخذ جمیع اصول، پختہ وغیر متغیر اور لازمی احکام واعمال اور حقائق آفاق وانفس پر مشتمل اور انسانی تصرف سے بالاتر اور اپنے اصلی الفاظ میں محفوظ ومنضبط اور ہمیشہ کے لئے مخلوق کی ہدایت کا نصاب ہے جو ﴿إنا نحن نزلنا الذكر وإنا له لحافظون o﴾ [الحجر:۹] کی گارنٹی اور ﴿فأتوا بسورة من مثله.....ولن تفعلوا﴾ کے چیلنج کے ساتھ تمام کتب سماویہ میں منفرد، مستحکم اور لازوال حیثیت کا حامل ہے۔

حدیث شریف سرچشمہ ہدایت اور قرآن کی تفسیر الٰہی بزبان رسالت ہے:

عصمت الٰہی کے سایہ تلے، وحی جلی اور وحی خفی کے سانچے میں ڈھلے ہوئے ہونے کی وجہ سے نبی اکرم ﷺ کی حیات طیبہ انسانی زندگی کے تمام پہلوؤں کی جامع کمالات اور ہر کس وناکس کی رہبری کے لئے بہترین نمونہ اور عمدہ سامان

ہدایت ہے۔ بالفاظ وحی جلی ﴿لقد كان لكم في رسول الله أسوة حسنة﴾ اور اسی اسوہ حسنہ کو "حکمت" سے تعبیر کیا گیا ہے ﴿وأنزل الله عليك الكتاب والحكمة﴾ (النساء ١١٣) یہ حکمت قرآن پاک کے فہم کامل اور اسی کی روشنی میں مزید احکام شریعت پر مشتمل ہے، جن کی اللہ تعالی نے اپنی خاص مصلحت کے موافق تعلیم فرمائی ہے۔

حضرت مقدام بن معدیکرب رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول مقدس ﷺ نے فرمایا **"ألا إني أوتيت القرآن ومثله معه"** خبردار! مجھے قرآن پاک اور اس جیسی چیز اسی کے ساتھ دی گئی ہے" (ابوداؤد کتاب السنة٥/١٠، مسند احمد٤/١٣١، المستدرك١/١٠٩، واصل الحديث رواه الترمذي ٥/٣٧، وحسنه وابن ماجه ١/٦، والدارمي ١/١٥٣، واحمد٤/١٣٢، وصححه الألباني في صحيح الجامع ٢/٢٦٥)

لہذا اللہ تعالی کی اطاعت اور اللہ کے رسول ﷺ کی اطاعت دو مختلف چیزیں نہیں، بلکہ ﴿من يطع الرسول فقد أطاع الله﴾ (النساء ٨٠) اس ثابت شدہ حقیقت میں اختلاف کی ہرگز گنجائش نہیں کہ اللہ رب العزت کی پسند و ناپسند، ثواب اور عذاب، نیکی اور بدی کا تعین جناب نبی کریم ﷺ سے بہتر کوئی نہیں بتا سکتا۔ جس چیز کو آپ ﷺ نے جرم قرار دیا ہو، دنیا میں کوئی شخص اسکی خوبی ثابت نہیں کرسکتا۔ اور جس بات کو آپ ﷺ نے نیکی کی سند عطا فرمائی ہو، دنیا کی کوئی طاقت اس کی برائی ثابت نہیں کرسکتی۔ وہ تمام اخلاق حسنہ جو سلیم الفطرت اقوام عالم اور مہذب نسل انسانی میں مستحسن اور پسندیدہ مانے جاتے ہیں، سارے مختلف ادوار میں وحی الہی اور تعلیمات انبیاء یعنی کتاب وحکمت ہی کے نتائج وثمرات ہیں۔ اور وہ تمام عیوب و رذائل جن سے انسانیت گھن کرتی اور بنی نوع انسان کے دل ودماغ، جان ومال اور عزت وآبرو پر زد پڑتی ہے، سب کتاب الہی اور سنت نبوی سے روگردانی کا دنیاوی نتیجہ ہے، اور یقیناً ان کا اخروی انجام تو نہایت ہولناک ہے۔

جناب رسول اللہ ﷺ کی بتائی ہوئی ہر تعلیم اللہ تعالی کی بھیجی ہوئی ہدایت ہے۔ رسول کا کام صرف دین حق کی تبلیغ کرنا ہے، دین کا ایجاد کرنا نہیں۔ ﴿وما ينطق عن الهوى ۝ ان هو إلا وحي يوحى ۝﴾ (النجم ٣۔٤) اور اسی لئے وہ بحکم الہی مطاع ومقتدا ہوتا ہے، اس کی اطاعت ہر مکلف پر فرض ہوتی ہے، اور اس کی پیش کردہ تعلیم کا انکاری کافر اور باغی ہوتا ہے۔ رسول کے سوا کسی اور مخلوق کو ہرگز یہ مقام حاصل نہیں ہوسکتا۔ نبی کریم ﷺ کی تعلیم عین فطرت انسانی کے مطابق ہونے کی بنا پر انسانی جبلت کے تمام ظاہری اور باطنی تقاضوں کو پورا کرتی ہے، جس کی خلاف ورزی فطرت سے بغاوت ہے۔

ہادئ برحق ﷺ کی شریعت اور آئین جس توجہ کا مستحق ہے، اگر ویسی ہی توجہ اسے دی جائے تو آج کے مسلمان بھی جوش ایمانی اور شان اخلاقی کے مبہوت کن کارناموں سے دنیا کی نظریں خیرہ کرسکتے ہیں اور تمام شعبہ ہائے زندگی میں اہل عالم کی سیادت وامامت کا منصب بلا شرکت غیرے سنبھال سکتے ہیں۔ اور اسی کے ذریعے دنیا میں کامل اتحاد، صحیح عدل اور مکمل امن وامان قائم ہوسکتا ہے۔

ولادت سے وفات تک آخرت کی کھیتی (دنیا) کے ہر پہلو کے لئے خواہ خوشی ہو یا غمی، دوستی ہو یا دشمنی، فتح ہو یا

شکست، مالداری ہو یا تنگدستی، موافقت ہو یا مخالفت ہر شعبہ زندگی کی اصلاح کے لئے ہمیں صرف سنت نبوی اور شریعت اسلامی کی طرف متوجہ ہونا پڑے گا، جو ہر طرح سے محفوظ اور سند کے ساتھ موجود ہے۔ اسکی موجودگی میں کسی دوسری شریعت، ہادی، آئین اور رسم ورواج کی طرف نہ تو ہمیں نگاہ اٹھانے کی ضرورت ہے اور نہ گنجائش۔ بھلا جس کا دولت کدہ شمع کافوری سے جگمگ جگمگ کر رہا ہو، اس کو کسی مسکین کی جھونپڑی سے ٹمٹماتا ہوا چراغ چرانے کی کیا حاجت ہے؟!

سنت کا مقام صاحب سنت ﷺ کی نگاہ میں:

اصحاب صفہ کے ہم نشین حضرت عرباض بن ساریۃ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ایک دفعہ نماز فجر کے بعد رسول اللہ ﷺ نے نہایت بلیغ و دل نشین وعظ فرمایا، جس سے آنسو پھوٹ پڑے اور دل دہل گئے۔ اس سے متأثر ہو کر کسی نے عرض کیا "اے اللہ کے رسول ﷺ آج الوداعی نصیحت کا سماں بندھ چکا ہے! پس آپ ہم سے کیا وعدہ لینا چاہتے ہیں"؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا **"أوصيكم بتقوى الله والسمع والطاعة وإن تامر عليكم عبد حبشي فإنه من يعش منكم بعدى فسيرى اختلافا كثيرا فعليكم بسنتي وسنة الخلفاء الراشدين المهديين من بعدى، تمسكوا بها وعضوا عليها بالنواجذ وإياكم ومحدثات الأمور فإن كل محدثة بدعة وكل بدعة ضلالة"** میں تمہیں خشیت الٰہی کی وصیت کرتا ہوں اور شرعی حکمران کا حکم سننے اور ماننے کی، اگر چہ وہ ایک حبشی غلام ہی کیوں نہ ہو، یقیناً تم میں سے جو میرے بعد زندگی پائے گا وہ عنقریب بہت سے اختلافات دیکھے گا، لہذا تم میری سنت اور میرے ہدایت یافتہ جانشینوں کے طریقے کو اختیار کرو اور نہایت مضبوطی سے اس پر ثابت قدم رہو۔ اور تم نئے خود ساختہ امور سے اجتناب کرو، کیونکہ دین میں ہر نئی ایجاد بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے"۔ (ابوداؤد کتاب السنة ٥ / ١٣۔ ١٥، ترمذی کتاب العلم ٥ / ٤٣ وقال: حسن صحیح۔ ابن ماجه، مقدمة ١ / ١٥، دارمی، مقدمه ١ / مسند احمد ٤ / ١٢٦۔ ١٢٧، مستدرك ١ / ٩٦ وصححه الألباني فی صحيح الجامع ٢ / ٣٤٦)۔

ہر مسلمان پر لازم ہے کہ وہ دین میں فرقہ بندی اور اختلاف سے بچنے کے لئے نبی کریم ﷺ اور خلفائے راشدین کی سنت کو لازم پکڑے۔ یہ بات مدنظر رہنی چاہئے کہ اصل اتباع تو اللہ کے رسول ﷺ کی ہے، لیکن جس سنت کے ساتھ تعامل خلفائے راشدین شامل ہو، اس کے محکم ہونے میں کوئی شبہ نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ تمام صحابہ کرام نے عموماً اور خلفائے راشدین نے خصوصاً اتباع سنت کا اہتمام والتزام کیا ہے۔ بلکہ کتاب وسنت ہی کی اتباع نے انہیں راشدین اور مہدیین کے بلند مراتب پر فائز کر دیا ہے۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: **"تركت فيكم أمرين لن تضلوا ما تمسكتم بهما كتاب الله وسنة نبيه ﷺ"** میں نے تم میں دو ایسی چیزیں رکھی ہیں جب تک تم ان دونوں پر مضبوطی سے جمے رہو، تم ہرگز گمراہ نہیں ہو سکتے، یہ دونوں چیزیں اللہ کی کتاب اور اسکے نبی ﷺ کی سنت ہے۔ (مؤطا ٢ ٠ ٥)

کتاب الٰہی اور سنت نبوی کی کامل اتباع ایک مسلمان کے لئے کس حد تک ضروری ہے، اس کا اندازہ لگانا خالی مدعی محبت کے بس کی بات نہیں۔ اس حد تک تو ہر کلمہ گو مانتا ہے کہ میرا اعتقاد اور عمل شریعت کے مطابق ہونا چاہئے، مجھے شرک اور بدعت سے مکمل اجتناب کرنا چاہئے، مجھے خواہشات نفسانی کو کنٹرول میں رکھنا چاہئے، وغیرہ۔ لیکن محبت مصطفوی کا ہر